# مرثیہ ۴

یہ بزم عینکِ چمنستان خلد ہے  پیشِ نگہ وہ صحن وہ ایوانِ خلد ہے
جو انجمن نشیں ہے وہ رضوان خلد ہے  (۱) مداح عندلیب خوش الحان خلد ہے
سینہ ہے باغ داغ شہ مشرقین سے
مجلس بسی ہے عطرِ ولائے حسینؑ سے

عنبر فشاں ہے آہ جگر سوز شیعاں  اور مشکِ سا ہیں پنجہ مژگاں سے پتلیاں
مردم کا سینہ مجمرۂ عود ہے یہاں  (۲) جس پر نثار مجمر خورشید آسماں
خاکسترِ اگر کا بھی رتبہ بلند ہے
ہاں کوہ طور کو یہی سرمہ پسند ہے

اللہ رے اوج مجمعِ بزم شہ زمن  رفعت میں ہے یہ چرخ چہارم پہ طعنہ زن
حیرت سے قدسیوں کی زباں پر ہے یہ سخن  (۳) گنجان یہ ستارے ہیں یا اہلِ انجمن
آنکھوں سے قطرے اشک کے ہر دم ٹپکتے ہیں
دیکھو ذرے یہ عقدِ ثریا چمکتے ہیں

فرماتے ہیں جناب رسولِ فلک جناب  حاضر ہوا جو بزم میں ملتا ہے یہ ثواب
چالیس بار عرش پہ ہمراہ بوترابؑ  (۴) گویا ہوا ہماری زباں سے وہ بہرہ یاب
بزم عزا میں آنے سے جب یہ جزا ملے
کیوں اہل دل کو پھر نہ عزا کا مزا ملے

واللہ ہے حدیث صحیحہ میں یہ رقم  فرماتے ہیں یہ حضرت صادقؑ شہ امم
جو سن کے میرے جد کے مصائب کرے نہ غم  (۵) شیعہ نہ وہ ہمارا نہ اس کے امام ہم
ٹکڑے پہاڑ ہوتے ہیں اس شور و شین میں
شیعہ ہوں اور نہ روئیں عزائے حسینؑ میں

دل بھی نہ جن کے ہوں غم شبیرؑ سے ملول  حقا نہ ہوگی میری شفاعت انہیں حصول
ہو ذبح جن کے واسطے لختِ دلِ بتولؑ  (۶) اک اشک کے بہانے سے ہوں محسن رسولؐ
اس پر بھی عذر ہو انہیں رنج و ملال سے
آنسو کریں عزیز پیمبرؐ کی آل سے

www.emarsiya.com

اس روز کام آئے گا یہ گریہ و بکا دارِ فنا سے جاؤ گے جب جانب بقا
کافی ہے رونے کو جو تصور کرو ذرا (۷) وحشت وہ قبر کی وہ اندھیرا مزار کا

جو شمع مرتضیٰؑ سے یہاں لو لگائیں گے
ان کی مدد کو حیدرِ کرار آئیں گے

رونق فزائے بزم ہیں مخدومۂ جہاں رومال لے کے ہاتھ میں با چشمِ خونفشاں
خود پوچھتی ہیں اشک عزا ہو کے مہرباں (۸) فرماتی ہیں ہر اک سے بصد نالہ و فغاں

روئے جو تم ہمارے حسینؑ غریب کو
راضی کیا خدا کو خدا کے حبیبؐ کو

طوبیٰ لکم تم اس کے لئے کرتے ہو بکا ماں باپ جس کے زندہ نہیں وا مصیبتا
لب تشنہ و گرسنہ و مظلوم کربلا (۹) آفت نصیب بے وطن و کشتۂ جفا

یاں تو شریکِ ماتم و رقت ہے فاطمہؑ
فردائے حشر ضامنِ جنت ہے فاطمہؑ

خاتون کائنات کے احساں ہیں کس قدر ہم سے گناہگاروں کی بخشش پہ ہے نظر
ضامن ہوئیں جو فاطمہؑ پھر کیا رہا خطر (۱۰) اب بھی نہ روئیں ہم تو یہ غفلت ہے سر بسر

مرنے کے بعد صدمہ و حسرت اٹھائیں گے
کس منہ سے پیش فاطمہؑ محشر میں جائیں گے

ایسا یہ واقعہ نہیں جو دل سے بھول جائے کون ایسا سنگ دل ہے کہ رونا جسے نہ آئے
اس حادثے سے گنبدِ افلاک تھرتھرائے (۱۱) حالِ حسینؑ سن کے نہ کہسار تاب لائے

اس حادثے سے زلزلہ عرش بریں پہ تھا
محبوبِ کبریا کا عمامہ زمیں پہ تھا

مطلع ہے یارو کریم وہ بھی جو وعدہ وفا کرے بے مثل وہ سخی ہے جو سر کو فدا کرے
صابر وہ ہے بلا میں جو شکرِ خدا کرے (۱۲) غازی وہ ہے جو لاکھوں سے تنہا وغا کرے

کس فرد میں یہ دفتر جاہ و جلال ہیں
ہاں جمع اک حسینؑ میں یہ سب کمال ہیں

www.emarsiya.com

مطلع ۔ شاہد ہے صبح صادق الاقرار ہے حسینؑ  صبر و وفا کا طالع بیدار ہے حسینؑ
صدق و صفا کا قافلہ سالار ہے حسینؑ[۱۳]  سچ ہے کہ راست گویوں کا سردار ہے حسینؑ
منکر ہے خود غلط میرا دعویٰ صحیح ہے
محبت ہے جس کی خاک سے یہ وہ مسیح ہے

بچپن سے محو خنجر خونخوار رہتے ہیں  سر کو جدا سمجھ کے سبکبار رہتے ہیں
مشتاق روز و صدۂ غفار رہتے ہیں[۱۴]  راتوں کو عین خواب میں بیدار رہتے ہیں
شوقِ وصال حق کوئی پوچھو حسینؑ سے
بیٹھے کہیں سوائے تشہد نہ چین سے

یثرب سے وعدہ گاہ میں دیے کو سر گئے  سر دے کے عین وعدے پہ شبیر کے گھر گئے
دو کام ایک سر سے سرانجام کر گئے[۱۵]  عشق خدا میں جان و جہاں سے گذر گئے
بندوں سے ناز عشق خدا یہ نہیں اٹھے
مر کر بھی راہ حق سے نہ سلطان دیں اٹھے

ہمت پہ ان کی ناز نہ کیوں کر خدا کرے  دو وعدے ایک سر سے جو صادق وفا کرے
پیش نگہ عزیزوں کا تو خوں بہا کرے[۱۶]  وہ جز رضائے حق نہ طلب خوں بہا کرے
حق عاشقِ حق کا ادا شہ نے کر دیا
دشمن کو راہ دوست میں خوش ہو کے سر دیا

مانند آفتاب ہے یہ آشکار آہ  وہ فصل ہار اور وہ نصف النہار آہ
لوٹی خزاں نے باغ نبیؐ کی بہار آہ[۱۷]  بیکس ہوا امام ذوالاقتدار آہ
پیاسوں کے سوکھے حلق پہ تلواریں چل گئیں
روحیں تڑپ تڑپ کے بدن سے نکل گئیں

لکھا ہے جب شلو کے پہ اصغرؑ کا خوں بہا  رن کی زمیں کو دیر تلک زلزلہ رہا
یہ حال تھا کہ ناریوں نے شاہ سے کہا[۱۸]  لیتے نہیں ہو ہم سے عزیزوں کا خوں بہا
تیغ دو دم سکوت میں ہے شور کیا ہوا
اس وقت شیر فاطمہؑ کا زور کیا ہوا

www.emarsiya.com

شہ نے زبان صدق بیاں کی گہر فشاں  کچھ چیز مال و زر ہے نہ کچھ نقد مال و جاں
کیا تم سے خوں بہا شہدا کا میں لوں یہاں[19]  دے گا بروز حشر خداوند انس و جاں
مومن ہمارے گلشنِ فردوس جائیں گے
اونا غلام جنتِ اعلا میں جائیں گے

کل ہوشیار ہوئینگے وہ آج ہیں جو مست  میزاں کا ایک پلہ بلند اور ایک پست
خالق کے زیر حکم زبردست و زیردست[20]  اس بندۂ ذلیل کا ہر سمت بند و بست
خورشید کی طپش سے سب ایذا میں ہوئینگے
پیرو ہمارے سایۂ طوبا میں ہوئینگے

ساتوں سقر جو ہوئینگی اک بار شعلہ ور  آواز دیں گے اہل قیامت کہ الحذر
سب انبیا پکاریں گے نفسی ادھر اُدھر[21]  پر امتی کہیں گے میرے جدِ نامور
تم کلمہ پڑھ کے ان کے نواسے سے پھر گئے
دریا ہے جس کا حق اسی پیاسے سے پھر گئے

طوفان حشر موج پہ اور پل وہ تنگ و تار  وہ پاؤں رعشہ دار وہ سر پر گنہ کا بار
پل بیچ میں اِدھر کو بہشت اور اُدھر کو نار[22]  لیکن حسینؑ کو نہ کچھ ہوگا اضطرار
بابا ندا کریں گے جو پیاسے ہو جام لو
اماں کہیں گی لو مری چادر کو تھام لو

پر اماں جاں آئینگی محشر کی صف میں جب  آنکھوں کو بند حکم خدا سے کریں گے سب
ہر مومنہ کرے گی گذارش یہ پیش رب[23]  ہم سے ہماری بی بی کے پردے کا کیا سبب
حوریں ندا کرینگی کہ غش تم کو آئے گا
بی بی کا حال وہ ہے کہ دیکھا نہ جائے گا

ہوگی یہ شان مادر مظلوم کربلا  اک ہاتھ میں تو گوہر دندانِ مصطفیٰؐ
اور ایک میں عمامۂ پر خونِ مرتضیٰؑ[24]  اک دوش پر یہ جامہ ہمارا لہو بھرا
محسن کی لاش گود میں جبرئیل لائیں گے
سر سے لہو اگلتے ہوئے بھائی آئیں گے

www.emarsiya.com

اس وقت انبیائے سلف تھرتھرائیں گے دوزخ ہجوم کر کے خلائق پہ آئیں گے
اماں کو زیر عرش جو نانا بلائیں گے (۲۵) یوں روئیں گے کہ لوح و قلم کانپ جائیں گے

یہ کیا ہے دل ملے گا تعلق سے رسولؐ کا
پایا تو ہوگا عرش کا اور سر بتولؑ کا

چلائیں گے کہ اے مرے خالق دہائی ہے نالش کسی سے کی نہ کہیں داد پائی ہے
تیرے ہی محکمے میں تیری لونڈی آئی ہے (۲۶) محسن کی لاش سب کی گواہی کو آئی ہے

امیدوار عدل یہ آفت رسیدہ ہے
اس کا جگر ہے شق مرا بازو خمیدہ ہے

روشن ہے تجھ پہ ظالموں نے جو ستم کیا اک باغ میرا چھین لیا اک قلم کیا
بیٹے میں ایک لال کو مقتولِ سم کیا (۲۷) دشت بلا میں ذبح غزال حرم کیا

مرقد سے میری پوچھ لے کس وقت سوئی ہوں
اب تک ترے حسینؑ کے ماتم میں روئی ہوں

فرمان ہوگا ظالموں کو جلد یہاں بلاؤ اور تازیانہ آتشِ قہر خدا کا لاؤ
زہراؑ پہ جس نے ظلم کیا ہے اسے لگاؤ (۲۸) پہونچے گا حکم مالک رضواں کو جلد آؤ

مختار حشر ہم نے کیا اس ملول کو
دیدو کلید دوزخ و جنت بتولؑ کو

اماں کہیں گی آج مرا مدعا ملا مولا تمام کنبے کا یہ خوں بہا ملا
فرمائیگا خدا ابھی امت کو کیا ملا (۲۹) جنت میں دیکھنا انہیں کیا کیا صلا ملا

رتبہ بھی اور مقام بھی ان کا بلند ہے
ہمسائیگی انہی کی خدا کو پسند ہے

اس محکمے میں فاطمہؑ کا اختیار ہے جو یہ کہے وہ مرضئ پروردگار ہے
اماں کہیں گی حال میرا آشکار ہے (۳۰) بیٹوں کی طرح بابا کی امت کا پیار ہے

امیدوار بخشش امت بتولؑ ہے
ہوگی ندا قبول ہے ہم کو قبول ہے

www.emarsiya.com

وہ بولے ختم حسرت کی اب داستاں کرو — عقبا کا جس کو ڈر ہو یہ اُسے بیاں کرو
فیصل ہو قصہ زور کا کچھ امتحاں کرو (۳۱) — ہاں آشکار جوہر تیغ و سناں کرو
محکوم اور ہوئینگے شاہ شہید کے
بندے تو جان و دل سے ہیں بندے یزید کے

قبلے کو مڑ کے کہنے لگے شاہ نیک خو — پروردگار عالمیاں دیکھتا ہے تو
صادق ہوں میں سمجھتے ہیں کاذب یہ کینہ جو (۳۲) — میرا تو وہ بیاں اور ان کی یہ گفتگو
تیر و سناں کے زخم گل نو بہار ہیں
تیغ زباں کے گھاؤ کھٹکنے میں خار ہیں

لبیک زن اُدھر ہوئی تائید ذوالجلال — مولا نے سوئے تیغ دو پیکر کیا خیال
مطلع کو صاف کرنے لگا فتح کا ہلال (۳۳) — عاشق کے دل کی طرح ٹھہرنا ہوا محال
گرمی شوق جنگ سے دم بھر نہ کل پڑے
گویا زباں نیام کے منہ سے نکل پڑے

قید نیام سے یہ پری تو ادھر چھٹی — یاں دست کوہ قاف سے نبض شرر چھٹی
اور دوش آسماں سے قمر کی سپر چھٹی (۳۴) — مہتاب دن کو چہرۂ مہتاب پر چھٹی
ہیبت سے لاغری پہ فلک کی نظر پڑی
تن سے زرہ ستاروں کی اس دم اتر پڑی

حقا کلام شہ کا مبرّہ تھا ریب سے — آئے یہ دو گواہ گواہی کو غیب سے
باہر کلیم کا ید بیضا تھا جیب سے (۳۵) — مملو ہنر سے اور تھے نقص و عیب سے
فقرے تھے دو سو فتح کا مطلب حصول تھا
یہ لافتاؤ نادِ علی کا نزول تھا

بزم جہاد تیغ دو سر سے چمک گئی — بجلی کی آنکھ اس کی چمک سے چپک گئی
شعلے کی طرح ناریوں پر یہ لپک گئی (۳۶) — اس کی لپک سے ڈر کی شرارت سرک گئی
کیا محو تیغ جانِ صف بے دریغ تھی
مجنوں کا دل اور ابروئے لیلیٰ تیغ تھی

www.emarsiya.com

قائم مقام شیر خدا تھے شہ دلیر شمشیر کی نمود تھی پنجے میں مثل شیر
اس ناخن اسد سے زبردست سب تھے زیر (۳۷) کی جس نے سیر ضرب ہوا زندگی سے سیر

فتنہ کہیں جفا کہیں بدعت کہیں چھپی
شیر فلک کی پشت پہ گاؤ زمیں چھپی

راہی بگولہ بن کے بیاباں سے رن ہوا شیر فلک زمیں پہ گرا اور ہرن ہوا
روحوں سے خالی اہل فلک کا بدن ہوا (۳۸) گردوں جنازہ بن گیا بادل کفن ہوا

یوں قطب کو فرشتہ تزلزل میں پاتے ہیں
تلقیں کے وقت مردے کو جیسے ہلاتے ہیں

اٹھا فلک پہ غل یہ بلا سب پہ اب گری نکلا دھواں زمیں سے چمک کر یہ جب گری
پوچھا گھٹا نے بڑھ کے کہاں آئی کب گری (۳۹) چلایا رعد رن میں وہ برق غضب گری

گرتی ہوئی زمیں کے طبق سے نکل گئی
سایہ کی کیا بساط تھی واں دھوپ جل گئی

گرمائی سرد مہروں پہ جو تیغ حیدری بے جان ہر اک جان ہوا جب پہ ہر اک پری
سمجھے اجل کی تیغ سے ہوگی نہ ہمسری (۴۰) شیر بنی حیات عدو سامنے دھری

بولی نثار سایہ کے جو گرد ہوتی ہوں
بے ذوالفقار میں تیری شاگرد ہوتی ہوں

بیرق پہ جب یہ برق اجل آکے گر پڑی پایا نہ پھر نشان کہاں جا کے گر پڑی
کڑکی جو یہ کماں پہ وہ چلا کے گر پڑی (۴۱) ترچھی چلی جو برچھی پہ بل کھا کے گر پڑی

خرمن پہ مہر و ماہ کی جب کوند نے لگی
بجلی کو بھی یہ سبزہ روشن روند نے لگی

خنجر پہ گر کے تیز زبانی دکھا گئی تیغوں کو اپنی دھار کا پانی دکھا گئی
گرز گراں کو پھل کی گرانی دکھا گئی (۴۲) شمع سناں کو شعلہ فشانی دکھا گئی

چلہ کماں سے تیرے پرے کے اڑ گئے
پھولوں کو کاٹ رنگ سپرے کے اڑ گئے

www.emarsiya.com

جو ہر میں فرد اور خم و چم میں بے عدیل  کس بل میں تھی کمان روانی میں رودِ نیل
اس کی اصیل ہونے کی قطعی ہے یہ دلیل (۴۳) بھتنے پہ کاٹتی تھی سر لشکرِ بخیل

دریائے آب باڑ پہ چڑھتا ہی جاتا تھا
پی پی کے خون، دم اور بھی بڑھتا ہی جاتا تھا

کہتی تھی تیغ حیدرِ صفدر بزن بکش  کوفی یہ ہیں وہ شامی خود سر بزن بکش
بصری وہ ہیں یہ ساکن چنبر بزن بکش (۴۴) یہ شمر و حرملہ ہے یہ لشکر بزن بکش

ہاں تیغ جسم و روح کا جھگڑا ہی پاک کر
سینے کو پارہ سر کو قلم دل کو چاک کر

پہلو کے پاس آ کے جو سن سے نکل گئی  بے زخم کھائے جان بدن سے نکل گئی
چھوڑی نہ کوئی بات دہن سے نکل گئی (۴۵) ڈوبی زمیں میں چرخ کہن سے نکل گئی

تارے کہیں قمر کہیں چرخ بریں کہیں
مچھلی کہیں تڑپتی تھی گاؤ زمیں کہیں

جس صف کے سر پہ تیغ دو پیکر نظر پڑی  وہ صف کی صف زمین پہ بے سر نظر پڑی
جب سرکشوں کی تیغ دو سر پر نظر پڑی (۴۶) اٹھی جہاں سے موت برابر نظر پڑی

پتھرا کے آنکھ رہ گئی مردم کو غم ہوا
جو عین اس کے دم پہ چڑھا وہ عدم ہوا

چمکا جو پھل پہ نیزہ کے پھل اس کا ناگہاں  خورشید حشر کا ہوا ہر ذرے کو گماں
راکب کے سر پہ مہر صفت جب ہوئی عیاں (۴۷) سایا جھجک کے زیر قدم ہو گیا نہاں

گردن در آئی سینہ میں اور سینہ زین میں
تو سن سمایا سایے میں سایا زمین میں

غل تھا یہ خود وہ زرہ وہ ترکمان گری  وہ ترکش و کبادہ گرا وہ کماں گری
چھوٹا وہ گرز اور وہ تیغ و سناں گری (۴۸) لو وہ زباں درازوں کی کٹ کر زباں گری

لو شام کے سواروں کا وہ ڈھیر ہو گیا
گھوڑے چراغ پا ہوئے اندھیر ہو گیا

www.emarsiya.com

لاکھوں کے سر پہ ایک سر و ہی پھرتی تھی مثل سحاب آتی تھی بجلی سی گرتی تھی
چاہِ ذقن میں ڈوب کے سیتے میں ترتی تھی (۴۹) کیا منہ کا تیز کاٹ کے دنداں نہ کرتی تھی
جو چاہتی تھی یہ تہہ افلاک کرتی تھی
ہستی کا جامہ بہر کفن چاک کرتی تھی

شہرگ کو حکم قطع دیا اور رواں ہوئی خون سیاہ شام پیا اور رواں ہوئی
قالب میں جا کے کام کیا اور رواں ہوئی (۵۰) روح دوراں کو ساتھ لیا اور رواں ہوئی
راکب کے سر سے پشت فرس سے گذر گئی
میدان صاف کر کے پھرے بس جدھر گئی

تھا شور ہے یہ برق کہ شمشیر آبدار مانند عکس ہوتی ہے چار آئینوں کے پار
دل ہیں دو نیم سینہ دریدہ جگر فگار (۵۱) بکتر ہیں چاک چاک تو جلتے ہیں تار تار
رکتا نہیں ہے وار مصیبت بڑی یہ ہے
ہر مرتبہ زرہ کی ہے چشمک کڑی یہ ہے

جانے دیا نہ بچ کے جہاں جس کو پا گئی کاٹا زباں کو بات پہ جس وقت آ گئی
رو میں تنوں کو برش جوہر دکھا گئی (۵۲) ہڈی کی کیا بساط تھی لوہے کو کھا گئی
الٹیں صفیں نہ چین جبیں پر شکن پڑی
بگڑی جو یہ تو کچھ نہ لعینوں سے بن پڑی

چلتی ہے سن سے باد فنا بن کے بار بار ہر غول سے نکلتی تھی تن تن کے بار بار
لیتی تھی جائزے صفِ دشمن کے بار بار (۵۳) پڑتی تھی بیچ میں سر و گردن کے بار بار
پست و بلند اس سے مٹے تھے جہان کے
قلابے مل گئے تھے زمین آسمان کے

ڈھالیں گرا دیں کاندھوں سے مغفر اڑا دیئے اٹھے اُدھر کے گرز جونہی سر اڑا دیئے
نیزوں کے بند تیغوں کے جوہر اڑا دیئے (۵۴) تیروں نے کی جو تیز پری پر اڑا دیئے
بطن صدف میں رنگ گہر لعل کر گئی
دریا کو خونِ مردم آبی سے بھر گئی

www.emarsiya.com

گاؤ زمیں کے دھیان میں زیر زمیں گئی ہو کر بلند جانب عرش بریں گئی
سدرے پہ ڈھونڈتی پر روح الامیں گئی (۵۵) وہ کون سی جگہ تھی جہاں یہ نہیں گئی
قبضے میں اپنی تیغ نے ہر خشک و تر کیا
ظلمات تک مثال سکندر گذر کیا

گردن پہ چڑھ کے شل گریباں اتر گئی زنار کفر کاٹتی یہ تا کمر گئی
پھر درمیان مو کے میاں سر بسر گئی (۵۶) کھنچی کمر کی بال کی کھال اور گذر گئی
داخل زمیں میں تیغ شہنشاہ دیں ہوئی
چورنگ مل کے ماہی و گاؤ زمیں ہوئی

ہر ڈھال خود نڈھال تھی دہشت سے وار کی شش در تھا چار آئینہ جب آنکھ چار کی
نرمی عیاں تھی کڑیوں سے سنبل کے تار کی (۵۷) کڑیاں زرہ سے اٹھ نہ سکیں ذوالفقار کی
مہتاب تھا کہ پرتوۂ تیغ پاک تھا
رخت حیات مثل کتاں چاک چاک تھا

جنگل میں سبزہ سرخ تھا لالہ چمن میں لال ہر سنگ تھا عقیق کی صورت یمن میں لال
ہر ایک زرد رو کی رگیں تھیں بدن میں لال (۵۸) پپکے تھے سب زبان تھی گویا دہن میں لال
عالم تمام ضرب سے اس کی دو نیم تھا
ہر طفل دیدۂ صدف کے شکم میں یتیم تھا

دلکش تھا بسکہ تیغ کے جوہر کا سلسلا زنجیرۂ سقر میں اسیروں کا دل ہلا
باغوں میں یہ خزاں جو گئی طرفہ گل کھلا (۵۹) بلبل کا گل پہ گل میں نہ بو کا پتا ملا
آئی جو بتکدوں کی طرف شوق سیر میں
آنکھیں بتوں کی رہ گئیں پتھرا کے دیر میں

ناگاہ نیزہ داروں نے نیزے کئے علم حضرت نے بھی نیام میں کی تیغ برق دم
بھالا شہ نجف کا سنبھالا بصد حشم (۶۰) چلائے سہم سہم کے برچھیت یک قلم
سورج بڑھا شہاب کا نیزہ سنبھال کے
بھالے پکارے رکھیو قدم دیکھ بھال کے

www.emarsiya.com

اپنا ہنر دکھانے لگے مل کے اشقیا شیر خدا کے شیر کو نیزوں میں لے لیا
حملہ سمٹ سمٹ کے نبی زادے پر کیا (۶۱) یاں حکم اونٹوں سے تگاور کو جو دیا

پھر نیزوں کے سروں پہ سُم رہوار تھا
اک جست میں یہ شیر نیستاں کے پار تھا

نیزے سے شہ نے نیزہ وروں کو دبا لیا کاوے پہ اسپ تیز قدم کو لگا لیا
گھوڑے سے ہر دنی کو اتی پر اٹھا لیا (۶۲) دعویٰ جنہیں بہت تھا انھیں آزما لیا

ڈھونڈا جو پھر تو پیر و جواں دور دور تھے
نیزہ تھا ذوالجناح تھا بس اور حضور تھے

پھر لیس ہو کے آئے کماندار صف بصف طائر کی طرح اڑنے لگے تیر ہر طرف
یوں شان حیدری سے بڑھا حمزہ کا خلف (۶۳) قرباں ہوئی کمان جناب شہ نجف

خاطر عدو کے تیروں کی خاطر نشاں ہوئے
پر تیر کے نہ اس پہ بھی خاطر نشاں ہوئے

یہ تیر ہوشیاروں کو دیوانہ کر گیا دل کو پروں سے بھر کے پری خانہ کر گیا
گل آنکھ کے چراغ پہ پروانہ کر گیا (۶۴) پلکوں کی صف کو سبزۂ بیگانہ کر گیا

پیری کا چہرہ نکھ کے جوانوں کو دے گیا
خطرہ گئے سفید سیاہی یہ لے گیا

زینبؑ کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ لڑتے تھے جب امام آیا خیال فاقہ سے ہیں شاہِ تشنہ کام
چلائی اب تو بھاگ گئی رن سے فوج شام (۶۵) بھیا نماز پڑھ لو کہ ہوتا ہے دن تمام

مڑ کر کہا کہ ختم لڑائی کا وقت ہے
اب زیر تیغ وعدہ وفائی کا وقت ہے

فرمائے یہ نیام میں کی تیغ شعلہ ور قبلے کی سمت ہاتھ اٹھائے جھکا کے سر
رو کر کہا میں جنگ کا طالب نہ تھا مگر (۶۶) صابر کو لائے طیش میں طعنوں سے اہل شر

اب تک رواں گلے پہ نہ شمشیر ہو گئی
مولا معاف کیجیو تاخیر ہو گئی

www.emarsiya.com

شفقت سے پھر عدو کو پکارے کہ پاس آؤ  بس لڑ چکا حسینؑ نہ بھاگو نہ خوف کھاؤ
حاضر ہوں تیر و نیزہ و خنجر مجھے لگاؤ[۶۷] شمر لعیں چھپا ہے کہاں جا کے ڈھونڈ لاؤ

کہدو کہ تر نہ پانی سے میری زباں کرے
میں سر جھکاؤں اور وہ خنجر رواں کرے

یہ سن کے فوج ظلم گری شاہ دیں پہ آہ  نیزہ جگر پہ تیر لگائے جبیں پہ آہ
غش ہو گئے ملائکہ عرشِ بریں پہ آہ[۶۸] سینے پہ نیزہ رکھ کے گرایا زمیں پہ آہ

سر ننگے ماں حسینؑ کی نکلی مزار سے
زانوں پہ رکھ لیا سر شبیرؑ پیار سے

یہ حال تھا کہ حلق پہ خنجر ہوا رواں  کٹنے لگا گلوئے شہنشاہ بیکساں
قدسی لرز لرز کے پکارے کہ الاماں[۶۹] بیٹے کا حلق کٹتا ہے اور دیکھتی ہے ماں

کیا آج داد صبر کی خاتون دیتی ہے
جب لرزتی ہے منہ پھیر لیتی ہے

تھا وقت عصر جبکہ میں آئے جو اہل شام  مغرب تلک لئے حرم سید الانام
ہوتے ہی شام پھونک دیے آگ سے خیام[۷۰] ہنگام صبح شام کو راہی ہوئے تمام

رانڈوں کا رہنما سر شاہ امم بنا
شیریں کے گھر کے جانے کو نیزہ قدم بنا

مطلع ہے یار و حسینؑ بیکس و بے یار رن میں ہے  مظلومیت رکاب شہ بے وطن میں ہے
اب کوئی دم میں تفرقہ بھائی بہن میں ہے[۷۱] اتنی ہی دیر خاتمہ پنجتن میں ہے

نرغہ ہے فوج کا شہ گردوں جناب پر
چھائی ہے دوپہر کو گھٹا آفتاب پر

وہ پیاس کا عروج وہ دوپہر کا زوال  بے چتر و سایہ دھوپ میں تھا نور ذوالجلال
سینے میں داغ پیاروں کے دل کو غم و ملال[۷۲] خالق سے عرض کرتے تھے یہ شاہ خوشخصال

ابن بتولؑ و سبط رسالتؐ پناہ ہوں
مولا گواہ رہیو کہ میں بے گناہ ہوں

www.emarsiya.com

سب فوج قتل ہو گئی اک میں جیا تو کیا　　اب ظالموں نے رحم بھی مجھ پر کیا تو کیا
پہلے تو پانی بند کیا اب دیا تو کیا (۷۳) کذب ترس کے مر گیا میں نے پیا تو کیا
بے چارگی کے وقت تو ہی چارہ ساز ہے
بندہ نیاز مند ہے تو بے نیاز ہے

شاکر ہوں تیرے لطف و عنایت کا اے کریم　　تو نے دیا ہے رتبہ امامت کا اے کریم
حاشا نہیں غرور شجاعت کا اے کریم (۷۴) ہوں معترف قصور عبادت کا اے کریم
ہے آرزو کہ شیعوں پہ سر کو فدا کروں
اقرار جو ازل سے کیا ہے ادا کروں

قائل خدا کا ساری خدائی کو کر چکا　　توحید کے بیانوں سے کانوں کو بھر چکا
امت کا جتنا کام تھا بالکل سنور چکا (۷۵) باقی اک اپنی جان ہے اصغرؑ بھی مر چکا
اثبات حق درستی اسلام کر چکا
آیا تھا جس لئے وہ سرانجام کر چکا

سب نور چشم سامنے آنکھوں کے مر گئے　　عباسؑ خاتمہ میرے لشکر کا کر گئے
قائم کی ماں پکار رہی ہے کدھر گئے (۷۶) اکبرؑ بھی نامراد جہاں سے گذر گئے
ششماہا سو رہا ہے مرا قتل گاہ میں
اچھی کمائی تھی کہ لٹی تیری راہ میں

جنگل میں بوستان رسالت لٹا چکا　　بھائی کی اور باپ کی دولت لٹا چکا
پونجی حرم کی اپنی بضاعت لٹا چکا (۷۷) سب کچھ برائے بخشش امت لٹا چکا
باقی کوئی شہیدوں کے دفتر میں اب نہیں
جز عابد مریض کوئی گھر میں اب نہیں

جو ظلم آج مجھ پہ ہوئے انتہا نہیں　　شکوے سے پر زبان میری آشنا نہیں
بیٹا جوان مر گیا ماتم کیا نہیں (۷۸) بازو کے شانے کٹ گئے پر کچھ کہا نہیں
ہاتھوں پہ خون اصغرؑ بے شیر بہہ گیا
میں صبر کر کے رہ گیا وہ مر کے رہ گیا

www.emarsiya.com

شاہی کی کچھ ہوس ہے نہ لشکر کا اشتیاق  صغرا کا اشتیاق نہ اب گھر کا اشتیاق
بس ہے تو وصل خالق اکبر کا اشتیاق (۷۹) مدت سے اس گلے کو ہے خنجر کا اشتیاق

شوق وصال میں مرا دل سب سے سیر ہے
میں مستعد ہوں وقت شہادت میں دیر ہے

لٹ جائے راہ حق میں مرا گھر میری خوشی  چھن جائے دونوں بہنوں کی چادر میری خوشی
بلوہ ہو اور بانوئے مضطر میری خوشی (۸۰) کنبہ پھرے سفر میں کھلے سر میری خوشی

قید شدید ہو میرے دلبر کے واسطے
زخمی ہوں کان بیٹی کے گوہر کے واسطے

مطلع ۔ تنہا رہے جو رن میں شہنشاہ نیک نام  پھر تو بڑھا حسینؑ کی جانب گروہ شام
بیکس پہ تشنہ لب پہ ہوا اک ہجوم عام (۸۱) مجروح سر سے تا بقدم ہو گئے امام

رنگیں جبیں کے خون سے سب ریش پاک تھی
دستار تار تار قبا چاک چاک تھی

یہ عرض کر رہے تھے خدا کے شہ انام  ناگہ بڑھا حسینؑ کی جانب گروہ شام
نیزہ لگاتا تھا کوئی بے دیں کوئی حسام (۸۲) مجروح سر سے پاؤں تلک ہو گئے امام

آلودہ خوں سے آپ کی سب ریش پاک تھی
پوشاک جسم پاک میں سب چاک چاک تھی

جب زین پر نہ سنبھلا گیا خاک پر گرے  اک غل ہوا کہ شاہ ہدا خاک پر گرے
صدمے سے طائران ہوا خاک پر گرے (۸۳) نزدیک تھا کہ سقف سما خاک پر گرے

اس درجہ قدسیوں کا جگر تھرتھراتا تھا
جو عرش حاملوں سے نہ جانا جاتا تھا

مولائے بیکساں کا کروں حال کیا بیاں  ہر زخم تن سے خون کا فوارہ تھا رواں
ہو ہو کے شق دہن سے نکل آئی تھی زباں (۸۴) آہستہ کہہ رہے تھے یہ آقائے انس و جاں

تھوڑا سا پانی دو کہ بہت تشنہ کام ہوں
اے ظالمو میں سبط رسولِ انام ہوں

www.emarsiya.com

آخر بشر ہوں پیاس سے دل بے قرار ہے  اب ضبط کا جگر پہ نہیں اختیار ہے
اب وقت واپسیں ہے دم احتضار ہے[۸۵] شبیرؑ بوند پانی کا امیدوار ہے
تسکیں تشنگی میں دم اضطراب دو
مہماں وداع ہوتا ہے اک جام آب دو

یوں پانی مانگتے تھے شہنشاہ نیک خو  جو سینے پر سوار ہوا شمر کینہ جو
بے خوف ذبح کرنے لگا پیاسے کو عدو[۸۶] وہ کند تیغ ظلم کی وہ نازنیں گلو
پانی سے تو نہ حلق مطہر کو تر کیا
سوکھے گلے کے خون سے خنجر کو تر کیا

مطلع۔ غربت کا داغ یوسف کنعاں سے پوچھئے  ساماں سفر کا بے سر و ساماں سے پوچھئے
لشکر کے قتل ہونے کو سلطاں سے پوچھئے[۸۷] یہ سب ملال شاہِ شہیداں سے پوچھئے
غربت کا خاتمہ ہے شہ مشرقین پر
مظلومیت برستی ہے نام حسینؑ پر

اب مومنوں کے رونے کو کافی ہے یہ کلام  زینبؑ تو بے حسینؑ ہوئی شیعہ بے امام
چوب سناں سے باندھ کے گیسوئے مشکفام[۸۸] جلاد نے علم کیا فرق شہ انام
غل پڑ گیا حرم کی ردا آج لوٹ لو
ہاں بارگاہ صاحب معراج لوٹ لو

یاں در پہ بے حواس تھا بیوؤں کا کارواں  مشتاقِ آمد آمدِ مولائے بیکساں
ناگہ سر حسینؑ سناں پر ہوا عیاں[۸۹] زینبؑ زمیں پہ لوٹ گئی اور یہ کی فغاں
اے لوگو ہائے جان نہ میری نکل گئی
اے دو چھری کلیجے پہ اماں کی چل گئی

زینبؑ یہ کہتی تھی کہ گری پردے کی قنات  خیمے میں آکے پھر گئی سب فوج بد صفات
پھر تو رانڈ تھی بیوؤں کی اور ظالموں کے ہات[۹۰] پردے کے واسطے تھی فقط کبریا کی ذات
نیزے پہ صحن خیمہ میں تھا سر حسینؑ کا
اور لٹ رہا تھا چار طرف گھر حسینؑ کا

www.emarsiya.com

سرکارِ اہلبیتؑ کی جب ہو گئی تباہ فضہؑ کی گود میں تھی سکینہؑ یتیم آہ
اور جمع گرد نیزۂ خولی کی تھی سپاہ[۹۱] برچھی نہ دیکھی پر نظر آیا جمالِ شاہ

کبھی ہمیں جو لوگ ستانے کو آئے ہیں
بابا حسینؑ رن سے بچانے کو آئے ہیں

بے ساختہ اتر پڑی گودی سے وہ حزیں فضہؑ نے رو کے پوچھا میں واری کہاں چلیں
منہ کو پھرا کے بولی سکینہؑ کہیں نہیں[۹۲] فضہؑ کھڑی ہیں صحن میں خیمے کے شاہ دیں

لیکن عجیب شکل شہِ ارجمند ہے
منہ تو کھلا ہے پیاس سے اور آنکھ بند ہے

دوڑی بسوئے نیزۂ خولی وہ خوش خصال فضہؑ بھی پیچھے پیچھے چلی کھولے سر کے بال
جا کر قریب نیزہ پکاری وہ خستہ حال[۹۳] فضہؑ شہید ہو گیا ہے ہے علیؑ کا لال

میں جانتی تھی قبلۂ حاجات آئے ہیں
سر کو چڑھا کے نیزے پہ برکات آئے ہیں

www.emarsiya.com

پھر زیرِ نیزہ جھک کے پکاری وہ تشنہ کام بابا حسینؑ قبلۂ کونین السلام
بابا اسیر ہو گئے سجاد نیک نام[۹۴] بابا تمہارا کنبہ بھی لوٹا گیا تمام

اماں ہر ایک کونے میں پوشیدہ ہوتی ہیں
ہاتھوں سے منہ چھپائے پھوپھی جاں روتی ہیں

اب آہ کس زباں سے کہوں وا مصیبتا رو رو کے کہہ رہی تھی یہ بنتِ شہِ ہدا
ناگاہ دوڑا اس کی طرف شمرِ بے حیا[۹۵] اور کان سے یتیم کے دُر کھینچنے لگا

ظالم کی شکل دیکھ کے بچی دہل گئی
کانوں پہ ہاتھ رکھ کے زمیں پر مچل گئی

ہیہات ایک ہاتھ سے ہاتھ اس کا تھام کر شمر لعیں نے کھینچ لیے کان سے گہر
کانوں کے خون سے ہوا کرتا تمام تر[۹۶] بابا کے سر کے سامنے پیٹی وہ اپنا سر

صادقؑ کی چاہ و پیار میں کیوں کر خلل پڑے
سر کانپا اور آنکھ سے آنسو نکل پڑے

www.emarsiya.com

بیٹی سے لپٹی دوڑ کے بانو بچشمِ نم بولی ہمارے دودھ کے واری تمہیں قسم
بس اب نہ ننھے ہاتھوں سے سر پیٹو دم بدم (۹۷) میں سن رہی ہوں روتی ہے روح شہِ امم

کانوں کا زخم شاہِ ہدا کو دکھاتی ہو
مرنے کے بعد باپ کو بھی تم رُلاتی ہو

بانو سکینہؑ سے بھی کرتی تھی یہ کلام تھے لوٹنے میں بیوؤں کے مصروف اہلِ شام
ہوتے ہی شام پھونک دیے آگ سے خیام (۹۸) ہنگامِ صبح و شام کو راہی ہوئے تمام

رانڈوں کا رہنما سرِ شاہِ امم بنا
شیریں کے گھر کے جانے کو نیزہ قدم بنا

خنجر کی طرح کاٹتے تھے راہ اہلِ شر ناگاہ اک طرف کو مڑا شاہِ دیں کا سر
حیراں ہوئی جو فوج تو زینبؑ نے دی خبر (۹۹) آزاد کردۂ شہِ دیں کا ہے گھر ادھر

سر کٹنے پر بھی فرق نہ وعدے میں آئیگا
شیریں کے گھر ضرور سرِ شاہ جائیگا

قرباں ریاستِ سرِ شاہِ رساں کج رو بھی آئے راہ پہ اور مڑ گئے نشاں
اس وقت اتنی راہ میں سیدھا تھا آسماں (۱۰۰) ناقہ حرم کے بھی اسی جانب ہوئے رواں

کعبے کی شان گردِ سرِ شاہ پھر گئے
اللہ اللہ کے مثل قبلہ نما راہ پھر گئے

القصہ سر کے ساتھ چلے سب جوان و پیر پر آہ اور حالت زینبؑ ہوئی تغیر
بولی سر حسینؑ سے کیوں نائب امیرؑ (۱۰۱) شیریں کے گھر حضور چلے اور ہم اسیر

وعدہ کیا ہے جاؤ گے تم بھائی جاؤ گے
شیریں کو بھی بہن کا کھلا سر دکھاؤ گے

اس لوچ سے سکینہؑ کو صدمہ ہوا کمال اکبرؑ کے سر کی لے کے بلائیں کیا مقال
بھیا تم ایسے صادق الاقرار کے ہو لال (۱۰۲) جن کو کہ اپنی لونڈی کے وعدے کا ہے خیال

صغراؑ بہن کو آپ نہ لائے مدینہ سے
کیا لاتے ہائے نیزہ ہوا پار سینہ سے

www.emarsiya.com

پہنچی قریب قلعۂ شیریں کے جب سپاہ  چلائی در پہ جا کے یہ شیریں کے خیر خواہ
شیریں مبارک آیا مدینے کا بادشاہ (۱۰۳)  شیریں پکاری سچ ہے وہ بولے خدا گواہ
بیرق نمود وہ مدنی قافلے کی ہے
گھر گھر خبر حسینیوں کے داخلے کی ہے

سنتے ہیں ہم رکاب میں ساری خدائی ہے  بہر جہاد نکلی تھی سو فتح پائی ہے
بندی بھی ایک فوج حسینی میں آئی ہے (۱۰۴)  زینبؑ تری خوزادی بھی تشریف لائی ہے
بازار ساتھ ہے شتروں پر خزانہ ہے
سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے

شیریں کا چہرہ سرخ ہوا اس کلام سے  شوہر پکارا تو بھی ہے ناجی مدام سے
دلوانا خلد آج مجھے بھی امام سے (۱۰۵)  بولی سلوک کرتے ہیں وہ خاص و عام سے
رتبے حسینؑ کے نہیں معلوم ہیں تجھے
آقا سے اپنے پوچھ کے دیدوں گی میں تجھے

پھر کچھ وہ سوچنے لگی زانوں پہ رکھ کے سر  شوہر نے پوچھا خیر ہے بولی کہ ہاں مگر
حیراں ہوں سن کے فوج حسینی کا کر و فر (۱۰۶)  آقا میرے سخی ہیں کہاں اتنا مال و زر
ہم پر قرق تھا در تلک آنے نہ پائے تھے
زینبؑ کو تو حضور کہیں لے نہ جاتے تھے

اس نے کہا کہ ہوش میں آ اے خوش اعتقاد  سنتے ہیں حج سے آپ گئے تھے پئے جہاد
دشمن پہ فتح پائی تجمل ہوا زیاد (۱۰۷)  اب آج بندہ خانہ میں آتے ہیں بامراد
بحر طواف کعبہ حرم آئے ہوویں گے
بہنوں کو ساتھ قبلہ دیں لائے ہوویں گے

ان کی جناب ہے ارے اللہ کی جناب  ذرہ ذرا سے مہر میں بنتا ہے آفتاب
جن کو وہ چاہیں مہر سلیماں ہو دستیاب (۱۰۸)  خاصہ حضور کے لئے تیار کر شتاب
دیدار سے اب آنکھ کی تقدیر لڑتی ہے
لے سن وہ چوب طبل مقامی پہ پڑتی ہے

www.emarsiya.com

وہ بولی قابل ان کے نہ کھانا ہے نہ مکاں فرش ان کا عرش ہے تو غذا میوۂ جناں
ہر طرح سرفراز کریں گے شہ زماں [۱۰۹] سامان تھوڑا تھوڑا ہے کرتی ہوں سب بیاں

جا پیشوائے خلق کی تو پیشوائی کو
لونڈی کے گھر میں آتے ہیں وعدہ وفائی کو

نقد نیاز لے کے پئے نذر وہ چلا اور یہ نماز شکر کی کرنے لگی ادا
نیت کے باندھتے ہی یہ راز خفی کھلا [۱۱۰] اب تک ہے بے نماز جنازہ امام کا

تسبیح فاطمہؑ میں جو یاد حسینؑ کی
آواز آئی فاطمہؑ کے شور و شین کی

ہمسائیاں کھڑی ہوئیں ہر سو کہ ہم بھی آئیں دن رات مانگتی تھی اسی روز کی دعائیں
پلکوں سے گھر کو جاڑیں تو فرش آنکھوں سے بچھائیں [۱۱۱] صدقے کیا تھا جو سر و ساماں کہو وہ لائیں

پوچھو تو اغنیا سے یہ دولت بھی پائی ہے
آئے حسینؑ اب ترے گھر میں خدائی ہے

آیا ہے جن کی شان میں قرآن وہ آتے ہیں کعبے کے ہیں جو قبلۂ ایمان وہ آتے ہیں
سلماں ہے جن کا فخر سلیماں وہ آتے ہیں [۱۱۲] فطرس ہے جن کا بندۂ احساں وہ آتے ہیں

شبیرؑ خدا کے پیاروں کے پیارے حسینؑ ہیں
مالک ہمارے اور تمہارے حسینؑ ہیں

تم سے سفارشوں کے ہیں امیدوار ہم پائیں سلام حضرت زینبؑ کے بار ہم
دیکھیں تمہاری بی بی کا عز و وقار ہم [۱۱۳] ایراں کی شاہزادی ہے کیسے نثار ہم

ہم ساؤں کے حقوق ادا آج کیجیو
ہم کو بلا کے رتبۂ معراج دیجیو

اس نے کہا میں سعی کو حاضر ہوں عذر کیا پر میری بی بیوں کا چلن سب سے ہے جدا
ارمان امیرزادیوں کو کوفے میں رہا [۱۱۴] مہمان کسی کے گھر نہ گئیں بنت مرتضیٰؑ

تم سب کا اشتیاق زیارت سناؤں گی
زینبؑ کا حکم ہوگا تو بے شک بلاؤں گی

www.emarsiya.com

پر ہاتھ جوڑتی ہوں کہ تنہا ہی آیئو لڑکوں کو اپنے ساتھ خدارا نہ لایئو
پردہ نہ دخترانِ علیؑ کا بھلایئو[۱۱۵] مجھکو عتاب آلِ نبیؐ سے بچایئو
یارب ہنسی خوشی میرے سب مہماں رہیں
میں دم بدم فدا رہوں وہ مہرباں رہیں

مصروف اہتمام ہوئی پھر وہ باوفا جھاڑا بہارا گھر کو کیا فرش جا بجا
مانندِ سنگ فرش فلک ہو کے جبہ سا[۱۱۶] آ بیٹھے دور دور ادب سے جدا جدا
کیا فرش تھا کہ عرش کو جائے سخن نہ تھی
پیشانی سخی کی طرح اک شکن نہ تھی

بیت الحرم وہ گھر تھا کہ تھی آمد حرم ہر سنگ فرش تھا حجر الاسود حرم
آئینوں سے حلب تھا تو گلدستوں سے ارم[۱۱۷] ہر شے قرینے سے نہ زیادہ کہیں نہ کم
نظارۂ حسینؑ کے ارماں دکھا دیئے
پلکوں کی چلمن آنکھ کے پردے لگا دیئے

مسند بچھا کے بہر شہنشاہِ مشرقین تکیہ پر ہما کے لگائے بزیب و زین
کیا جانتی تھی ہوگا یہاں ماتم حسینؑ[۱۱۸] سن پایا تھا صغیر بھی بانو کا نورعین
دالان میں درست کیا گاہوارے کو
بولی میں خود جھلاؤں گی بی بی کے پیارے کو

گھر کو بنا سنوار چکی جب وہ نیکنام حجرے میں پھر سلیقے سے کھانے چلے تمام
شربت صراحیوں میں بھرا دھوئے سارے جام[۱۱۹] ہے ہے نہ یہ خبر تھی کہ پیاسے ہوئے امام
میوہ چنے طبقوں میں اکبرؑ کے واسطے
کوزوں میں دودھ بھر دیا اصغرؑ کے واسطے

سامان یاں تو یہ تھا سنو واں کا ماجرا جا کر عزیز ہائے غضب دیکھتا ہے کیا
بے چوبہ ہائے بوقلموں ہیں جدا جدا[۱۲۰] ہر سو ہے تہنیت کی صدا جشن کی بنا
لشکر میں ایک خیمہ نہایت بلند ہے
سمجھا یہ بارگاہِ شہِ ارجمند ہے

www.emarsiya.com

ناگہ سنے وہ بین کو تھرا گیا جگر [۱۲۹] کیا دیکھتا ہے نیزوں پہ ہیں حاجیوں کے سر
اشراف زادیاں کئی بیٹھی ہیں خاک پر [۱۳۰] بازو بندھے ہیں یوں کہ رسن ہے لہو میں تر

جو ان کے پاس جاتا ہے وہ تھرتھراتی ہیں
بالوں سے اور ہاتھوں سے چہرے چھپاتی ہیں

اک بی بی ان اسیروں میں کہتی ہے واا خاہ تھامے ہوئے جگر کوئی چلا رہی ہے آہ
برچھی لگی ہے میرے جگر میں خدا گواہ [۱۳۲] اک لڑکی کی فغاں ہے کہ فریاد یا الٰہ

پیدا ہوئی تھی کیا میں طمانچوں کے کھانے کو
بابا چچا نہ آئیں گے میرے چھڑانے کو

بیوؤں کے پاس جا کے پکارا وہ خوشخصال آقا کے شوق میں ہے ٹھہرنا مجھے محال
پر مضطرب ہوں دیکھ کے بکھرے تمہارے بال [۱۳۳] کچھ مجملاً بیان کرو اپنا جلد حال

کب سے ہو قید کب سے سروں پر ردا نہیں
یہ اطلاع میری خوزادی کو کیا نہیں

جن سے عرب میں ہوتا ہے ایسا ہی کچھ گناہ ہاتھ ان کے گردنوں کی طرف باندھتے ہیں آہ
تم بے خطا ہو میری نظر میں خدا گواہ [۱۳۴] سہواً تو قید کر کے نہ لے آئی ہو سپاہ

کیوں کر کہوں نہ پوچھا تمہارے قصور کو
عرضی بھی کوئی کی تھی ہمارے حضور کو

ملحق جو اپنے تن سے یہ پرنور سر نہیں آقائے داوری کو میرے کیا خبر نہیں
انصاف کے طریقے سے یاں درگذر نہیں [۱۳۵] حقا کہ یہ شریعتِ خیر البشر نہیں

رستے میں کاسۂ سرِ کافر جو پاتے تھے
خود بوتراب خاک میں اس کو چھپاتے تھے

دربار عام میں اگر آقا کو پاؤں گا میں ان سروں کے دفن کا فرمان لاؤں گا
قصد محل سرا کی بھی ڈیوڑھی پہ جاؤں گا [۱۳۶] تم سب کا دکھ خوزادی کو اپنی سناؤں گا

ان پر ہوا ہے خاتمہ مشکل کشائی کا
دلواؤں گا ابھی تمہیں خلعت رہائی کا

www.emarsiya.com

زینبؑ نے پوچھا کیا ترا آقا ہے خطاب پڑھ کر درود بولا حسینؑ ابن بوتراب
وہ بولی خیر نام خوزادی کا ہے شتاب (۱۲۷) بولا جناب حضرت زینبؑ فلک مآب

اپنے پرائے ان سے سبھی فیض یاب ہیں
کونین میں یہ بھائی بہن انتخاب ہیں

شہزادی میرے اکبرؑ و قاسمؑ نکو سیر ہو ہو کے مہرباں تمہیں بخشیں گے مال و زر
روتی ہے بالیوں کے لئے یہ جو نوحہ گر (۱۲۸) دے گی میری خوزادی سکینہ اسے گہر

یہ بے دوا مریض جو فاقوں سے سست ہے
جب در پہ بخت کے گیا تندرست ہے

چلائی پیٹ پیٹ کے منہ خواہر حسینؑ بجھا ہے اس سیاہ کو تو لشکر حسینؑ
گرد سر حسینؑ ہیں یہ یاور حسینؑ (۱۲۹) زینبؑ عزیز مردہ میں ہوں وہ سر حسینؑ

کفنا سکی نہ بھائی کو سب میں فقیر ہوں
چہلم بھی اب قریب ہے اور میں اسیر ہوں

لے دیکھ تو سکینہؑ یہ حضرت کی جائی ہے وہ پہنے بیڑیاں علی اکبرؑ کا بھائی ہے
بندی میں ہم کو فوج ستمگار لائی ہے (۱۳۰) اب تک لحد نہیں میرے بھائی نے پائی ہے

پانی کے کرتے ہائے اشارے گئے حسینؑ
شیریں سے جا کے کہدے کہ مارے گئے حسینؑ

یہ سن کے گھر کو روتا چلا وہ بشور و شین نوحہ یہ تھا کہ ہائے پیمبرؐ کے نور عین
شیریں نے پوچھا خیر سے ہیں شاہ مشرقین (۱۳۱) سر پیٹ کر وہ بولا کہ مارے گئے حسینؑ

دیکھے نہیں یہ ظلم کسی نے زمانے میں
رسی بندھی ہے زینبؑ بیکس کے شانے میں

جس وقت یہ عزیز نے شیریں کو دی خبر بے ساختہ وہ گھر سے نکل آئی ننگے سر
نزدیک جب اسیروں کے پہونچی بچشم تر (۱۳۲) یوں شکل شہر بانو کی اس کو پڑی نظر

بلوے میں سر ہے بانوئے شہ کا کھلا ہوا
ہے خون بھرا کلیجہ پہ کرتا دھرا ہوا

www.emarsiya.com

شبیریں قدم پہ گر کے یہ بولی بصد فغاں (۱۳۳) اے میری شہزادی کرو حال کچھ بیاں
تھے کیوں بڑھائی آپ نے مخدومۂ جہاں آقا میرا کہاں میرے شہزادے ہیں کہاں
بی بی بتائیے مجھے ہے ہے یہ کیا ہوا
کرتا یہ کس کا سونگھتی ہو خوں بھرا ہوا

بانو نے سر کو پیٹ کے شبیریں سے یہ کہا وارث کا میرے خشک گلا تیغ سے کٹا
بلوے میں ہم کو لائے ہیں سر ننگے اشقیا (۱۳۴) اب قید ہو کے شام میں جاتے ہیں بے ردا
اونٹوں پہ ننگے سر حرم مصطفےٰ پھرے
لوٹے گئے اسیر ہوئے بے ردا پھرے

شبیریں میں لٹ گئی میرا شوہر ہوا تمام اٹھارہویں برس علی اکبرؑ ہوا تمام
کس کس کا تجھ سے نام لوں سب گھر ہوا تمام (۱۳۵) بن دودھ چھ مہینے کا اصغرؑ ہوا تمام
الفت بہت تھی اس پسرِ شیر خوار سے
اصغرؑ کا کرتا سونگھ رہی ہوں پیار سے

عابد کے پاس پھر گئی شبیریں جگر فگار قدموں پہ گر کے کہنے لگی ہو کے اشکبار
ارشاد کچھ کنیز سے فرماؤ میں نثار (۱۳۶) آنکھیں جھکا کے بولے یہ سجاد نامدار
منہ دخترانِ فاطمہؑ کا بے نقاب ہے
دے ان کو چادریں کہ یہ کارِ ثواب ہے

شبیریں نے یہ کلام جو سجاد کا سنا کچھ چادریں وہ دوڑ کے لائی بصد بکا
کی نذر اہلبیت کی ایک ایک پھر ردا (۱۳۷) زینبؑ سے رو کے عابد بیمار نے کہا
سر ڈھانپیے کہ رنج اٹھانا ہے آپ کو
دربار میں یزید کے جانا ہے آپ کو

شبیریں نے اپنے ہاتھ سے تب لے کے اک ردا سر پر اڑھا کے فاطمہ کبرا نے یہ کہا
منہ ڈھانپ لو کنیز ہوں سو جان سے فدا (۱۳۸) کبرا پکاری مجھ کو نہ چادر ابھی اڑھا
مقتل میں بے کفن میرے والی کی لاش ہے
دو گز کفن کے دولہہ کے خاطر تلاش ہے

www.emarsiya.com

شیریں کا حال خوب لکھا آفریں دبیر　　عذب البیان ہیں مدح میں سب مومنیں دبیر
رطب اللسان ہے طوطیٔ سدرہ نشیں دبیر　　حسن قبول دیں شہ دنیا و دیں دبیر
حسّان وقت متصل شاہ زمن ہے تو
بحرین میں ہے شور کہ شیریں سخن ہے تو

---

www.emarsiya.com
www.emarsiya.com